سوال

(79) عقیقہ مسنون ہے

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

عقیقہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ دور جاہلیت کی رسم ہے اور اس کی ادائیگی نہیں کرنی چاہیے؟ (ایک سائل)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے اور ہماری دینی، دنیوی ہر طرح کی راہنمائی کرتا ہے۔ اہل اسلام کے ہاں جب بھی کوئی بچہ جنم لیتا ہے تو اسلام نے اس کے متعلق بھی کئی احکامات جاری کئے ہیں جن میں سے ایک اہم مسئلہ عقیقہ کا بھی ہے۔ عقیقے کی مشروعیت پر کئی ایک احادیث صحیحہ صریحہ دلالت کرتی ہیں۔

1۔ سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

(مع الغلام عقیقة فأهریقوا عنه دما، وأمیطوا عنه الأذی)

(صحیح البخاری، کتاب العقیقة، باب اماطة الاذی عن الصبی فی العقیقة (5472) مسند احمد 4/18'214'215 بیہقی 9/298'299 کتاب الاضاحی (1515) ابوداؤد (2839) ابن ماجہ (3164) ابن خزیمہ (2067) مسند حمیدی (823) دارمی 2/81)

"ہر لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے پس اس کی طرف سے خون بہاؤ یعنی عقیقہ کرو اور اس سے گندگی دور کرو۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اس کا عقیقہ کرنا چاہیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے اور گندگی دور کرنے کا مطلب اس کا سر منڈایا جائے ابوداؤد اور مسند احمد وغیرہ میں ہے کہ امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں گندگی دور کرنے سے اگر سر منڈانا مراد نہیں تو پھر میں نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز ہے؟

2۔ سیدنا سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"كُلّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ"

(ابوداؤد، کتاب الضحایا، باب فی العقیقة (2837) ترمذی، کتاب الاضاحی، باب من العقیقة (1522) (بخاری 5472) نسائی، کتاب العقیقة، باب متی یعق (4231)

ابن ماجہ، کتاب الذبائح (3165) مسند احمد 22'17'12'5/7) دارمی 2/81)

ہر لڑکا اپنے عقیقے کے ساتھ گروی ہے اس کی طرف سے ساتویں دن ذبح کیا جائے اور اس کا سر منڈایا جائے۔

گروی کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس کی طرف سے عقیقہ نہ کیا جائے تو وہ قیامت والے دن سفارش نہیں کرے گا۔ (تحفۃ الاحوذی 5/97 مطبوعہ بیروت)

3۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

"ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أمرہم عن الغلام شاتان مکافئتان وعن الجاریۃ بشاۃ"

(ترمذی، کتاب الضحایا (1513) ابن ماجہ، کتاب الذبائح (3163) مسند احمد 158'82'6/31)

یقینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں برابر ایک جیسی ذبح کی جائیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔

4۔ ام کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا کہ:

"عن الغلام شاتان مکافئتان وعن الجاریۃ بشاۃ"

(ابوداؤد، کتاب الضحایا، باب فی العقیقۃ (2834) نسائی، کتاب العقیقۃ، باب العقیقۃ عن الجاریۃ (4227) ترمذی، کتاب الاضاحی (1514) ابن ماجہ (3162) ابن حبان (1060) دارمی 2/81 مسند حمیدی (345) مسند احمد 6/422)

لڑکے کی طرف سے دو برابر بکریاں ذبح کی جائیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

"«عن الغلام شاتان، وعن الأنثى واحدة، لا یضرکم ذکرانا أم إناثاً»"

لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک ایک بکری اور تمہیں کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ نر ذبح کرو یا مادہ۔

5۔ ابو بریدۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"کنا فی الجاہلیۃ إذا ولد لأحدنا غلام ذبح شاۃ ولطخ رأسہ بدمہا، فلما جاء اللہ بالإسلام کنا نذبح شاۃ ونحلق رأسہ ونلطخہ بزعفران"

(ابوداؤد، کتاب الضحایا (2843) بیہقی 303'9/302 تمہید 4/319)

"زمانہ جاہلیت میں جب ہمارے ہاں کسی کے گھر لڑکا پیدا ہوتا تو وہ ایک بکری ذبح کرتا اور اس کے خون سے بچے کا سر رنگتا جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نعمت دی تو ہم بکری ذبح کرتے اور اس کا سر مونڈتے اور اسے زعفران مل دیتے۔"

6۔ ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان الیھود تعق عن الغلام کبشا ولا تعق عن الجاریۃ فعقوا واذ بحوا عن الغلام لبشین عن الجاریۃ کبشا"

(بیھقی 9/302 مسند بزار (کشف الاستار 1233)

"بے شک یہودی لڑکے کی طرف سے ایک مینڈھا ذبح کرتے اور لڑکی کا عقیقہ نہیں کرتے تھے ۔ تم عقیقہ کرو اور لڑکے کی طرف سے دو مینڈھے اور لڑکی کی طرف سے ایک مینڈھا ذبح کرو ۔ "

علامہ ہیثمی فرماتے ہیں اس کی سند میں ابو حفص الشاعر اور اس کے باپ کا ترجمہ مجھے نہیں ملا ۔ (مجمع الزوائد 3/58)

ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے عقیقہ کے متعلق ایک صحیح حدیث بھی مروی ہے جس کے راویوں کو علامہ ہیثمی نے صحیح کے راوی قرار دیا ہے ۔

ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"مع الغلام عقیقۃ فأھریقوا عنہ دما، وأمیطوا عنہ الأذی"

(مسند بزار 1236 کشف الاستار)

"ہر لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے اذیت دور کرو ۔ "

7 ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے بارے میں سوال کیا گیا آپ نے فرمایا : اللہ عقوق پسند نہیں کرتا گویا کہ آپ نے یہ نام ناپسند کیا اور فرمایا :

"من ولد لہ ولد فاحب ان ینسک عنہ فلینسک عن الغلام شاتان مکافئتان و عن الجاریۃ شاۃ.... الحدیث"

(ابوداؤد، کتاب الضحایا (2842) نسائی، کتاب العقیقۃ (4223) بیھقی 9/300)

"جس کے ہاں بچہ پیدا ہو وہ اس کی طرف سے پسند کرے تو قربانی کرے لڑکے کی طرف سے دو برابر عمر کی بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ۔ "

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"لا یحب اللہ العقوق"

"اللہ عقوق پسند نہیں کرتا ۔ "

حدیث کے اس جملہ میں عقیقہ کی توہین نہیں ہے اور نہ ہی اس کے وجوب کو گرانا صرف آپ نے نام کو ناپسند کیا ہے اور یہ پسند کیا ہے کہ اس کا اس سے کوئی بہتر نام ہو جیسے "نسیکہ" یا "ذبیحہ"

8 ۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :

"ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عق عن نفسہ بعد ما بعث نبیا"

(مسند بزار (1237 کشف الاستار) عبدالرزاق (7960) طبرانی اوسط 1/529 (998)

"بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی مبعوث ہونے کے بعد اپنی طرف سے عقیقہ کیا۔"

مسند بزار کی سند میں عبداللہ بن المحرر ہے جس کے بارے میں امام بزار فرماتے ہیں: یہ انتہائی کمزور ہے اس کی وہ روایت لکھی جاتی ہے جو اس کے علاوہ کسی کے پاس نہ پائی جائے۔

مجمع الزوائد 4/59 میں علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: اسے امام بزار اور امام طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور طبرانی کے راوی ہیں صحیح کے راوی ہیں یثم بن جمیل کے علاوہ اور وہ ثقہ ہے اور طبرانی کے شیخ احمد بن مسعود الخیاط المقدسی کا ترجمہ میزان میں نہیں ہے۔

مجمع الزوائد کے محقق علامہ عبداللہ محمد الدرویش فرماتے ہیں: احمد بن مسعود کا ترجمہ مختصر طور پر ابن عساکر کی تاریخ دمشق 2/89 میں موجود ہے۔

دیکھیں: (سیر اعلام النبلاء 13/244) (بغیۃ الرائد فی تحقیق مجمع الزوائد 4/94)

علامہ ذہبی نے اسے المحدث الامام قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس نے عمرو بن ابی مسلمہ التنیسی، الہیثم بن جمیل الانطاکی اور کئی راویوں سے روایت بیان کی ہے اور اس سے ابو عوانہ الاسفرائینی اور ابو القاسم الطبرانی اور دیگر لوگوں نے روایت لی ہے امام طبرانی نے اس سے بیت المقدس میں ملاقات کی ہے۔ واللہ اعلم

(تھذیب سیر الاعلام النبلاء 1/522)

9۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عق عن الحسن والحسین کبشا"

(ابوداوٗد، کتاب الضحایا (2841) المنتقی لابن الجارود (912'911) النسائی (4230) عبدالرزاق 4/330 مشکل الآثار 1/457 طبرانی کبیر (11856'11838) جلد نمبر 11 بیہقی 2/299'302 حلیۃ الاولیاء 7/116 اخبار اصبھان 2/151 تاریخ بغداد 10/151

"بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقے میں ایک ایک مینڈھا ذبح کیا۔"

نسائی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے دو دو مینڈھے ذبح کیے۔

علامہ البانی نے اسے صحیح سنن النسائی 3/885 (3935) اور ارواء الغلیل 4/379 میں صحیح قرار دیا ہے

10۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عق عن الحسن والحسین بکبشین" بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے دو مینڈھے عقیقہ کیے۔

(مجمع الزوائد (6188) البزار (1235 کشف) مسند ابی یعلی (2945) بیہقی 5/324 9/299 المطالب العالیہ (2261) ابن حبان (1061 موارد) طبرانی اوسط (1899) ارواء الغلیل 4/381) اس کی سند میں قتادہ مدلس ہیں۔

11۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عق عن الحسن والحسین"

(مسند ابی یعلی (1933) المطالب العالیہ (2260) مجمع الزوائد (6187)

"بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ کیا۔"

علامہ ھیثمی فرماتے ہیں اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن اس کی سند میں ابوالزبیر مدلس ہیں۔

12۔ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"العقیقۃ حق علی الغلام شاتان مکافئتان وعن الجاریۃ شاۃ"

(مجمع الزوائد 6186 مسند احمد 6/456 طبرانی کبیر 24/183۔) علامہ ھیثمی فرماتے ہیں اس کے راوی قابل حجت ہیں۔

"عقیقہ حق ہے لڑکے کی طرف سے دو مساوی بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔"

مندرجہ بالا احادیث صحیحہ وحسنہ سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ بچے کی ولادت پر عقیقہ کرنا اسلامی احکامات میں سے ہے اور اس کے متعلق اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عقیقے کی مشروعیت پر ائمہ محدثین رحمہم اللہ کا اتفاق ہے صرف اس کے مسنون یا واجب ہونے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔

لہذا بعض جدید مفکرین اور نام نہاد دانشوروں نے جو اس کی مشروعیت کا انکار کیا ہے یہ اسلامی احکامات سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے یا پھر تجاہل عارفانہ ہے۔ بہر کیف احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مشروعیت پر بالکل واضح ہیں اور اسی پر امت مسلمہ کا مسلسل عمل چلا آرہا ہے۔

تنبیہ: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقے کے متعلق آپ نے مذکورہ روایات میں ملاحظہ کیا ہے کہ بعض میں ہر ایک کی طرف سے ایک مینڈھا اور بعض میں دو مینڈھوں کا ذکر ہوا ہے۔ علامہ البانی فرماتے ہیں: کہ دو مینڈھوں والی بات قابل اخذ واعتماد ہے اس کی دو وجہیں ہیں۔ (1) دو مینڈھوں والی زیادت ثقہ راویوں نے بیان کی ہے اور زیادت ثقہ مقبول ہے خصوصاً جب وہ ایسے طرق سے آئے جن کے مخارج مختلف ہوں (یعنی کئی صحابہ سے مروی ہو)

2۔ یہ اس مسئلہ میں مروی قولی احادیث کے موافق ہے جو لڑکے کی طرف سے دو بکریوں کو واجب کرتی ہیں۔ (ارواء الغلیل 4/384)

عائشہ، ام کرز رضی اللہ عنھن کی قولی احادیث تو اوپر ذکر ہو چکی ہیں، اس سلسلے میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی ایک قولی حدیث موجود ہے جسے امام طحاوی 1/485 امام بزار اور امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"للغلام عقیقتان وللجاریۃ عقیقۃ" لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک عقیقہ ہے۔

علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: اس کی سند میں عمران بن عیینہ میں کمزوری ہے اسے ابن معین اور ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے علامہ البانی فرماتے ہیں۔ اس کی سند شواہد میں جید ہے اور طحاوی کی سند عمران بن عیینہ سے محفوظ وسالم ہے۔ (ارواء الغلیل 4/392)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ عقیقے کے متعلق یہ روایات بیان کر کے فرماتے ہیں:

یہ احادیث جمہور کے مذہب کی دلیل ہیں کہ لڑکے اور لڑکی کے عقیقے میں فرق ہے۔ امام مالک سے روایت ہے کہ اس میں لڑکا اور لڑکی برابر ہیں ہر ایک کی طرف سے ایک بکری

عقیقہ کی جائے ۔ انہوں نے ابوداؤد کی اس حدیث سے حجت لی ہے جس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک یینڈھا ذبح کیا۔ یہ دلیل قابل حجت نہیں ہے اس لئے کہ ابوالشیخ نے ایک دوسری سند از عکرمہ از ابن عباس ذکر کی ہے جس میں الفاظ " کبشین کبشین " ہیں ۔ یعنی دو دو مینڈھے عقیقے میں ذبح کیے اسی طرح عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے بھی اس نے روایت کی ہے ۔

ابوداؤد کی روایت کا ثبوت فرض کرلیا جائے تو پھر بھی اس میں ایسی کوئی چیز نہیں جس کے ساتھ ان متواتر حدیثوں کو رد کیا جائے جو لڑکے کے لئے دو بکریوں پر منصوص ہیں۔ بلکہ اس کی غایت یہ ہے کہ ایک بکری کا عقیقہ جائز ہے ۔ اور یہ بھی اسی طرح ہے اس لئے کہ تعداد شرط نہیں بلکہ مستحب ہے ۔ (فتح الباری 9/592)

مولانا عبدالحئی لکھنوی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ "لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے ذبح کرنے چاہییے تاہم استطاعت اور قدرت نہ ہونے کی صورت میں ایک پر بھی اکتفاء درست ہے" (فتاویٰ عبدالحئی ص 398)

بہر کیف عقیقہ ایک اسلامی شعار ہے جس کی مشروعیت پر احادیث متواترہ دلالت کرتی ہیں اس کا انکار کسی طرح بھی درست نہیں یہ زمانہ جاہلیت میں بھی تھا جسے اسلام نے بھی جاری رکھا ہے اور جاہلیت میں جو بکرے کے خون کے ساتھ بچے کا سر رنگتے تھے اسلام میں بچے کا سر منڈانے کے بعد اس پر زعفران لگاتے ہیں ۔ واللہ اعلم ۔ امام ابن قیم ابن منذر سے نقل کرتے ہیں کہ "عقیقے کی سنت کا اہل رائے نے انکار کیا ہے اور انہوں نے اس مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت احادیث اور صحابہ وتابعین رحمھم اللہ اجمعین کے آثار کی مخالفت کی ہے ۔ (تحفۃ المودود ص 27)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

جلد3۔کتاب الاضحیہ۔ صفحہ401

محدث فتویٰ